تہدیہ

یہ ناچیز۔ چراغِ سرِ رہ گذار۔ ان اوراق کو رستہ چلتے۔ احسان کرنے والے۔ قدردانِ اربابِ کمال۔ فیاضِ دوران۔ باذلِ ہیمتا ہز ہائینس سر علی نواز خان بہادر میر آف خیرپور (سندھ) دام اقبالہ کے اسمِ گرامی سے معنون کرتا ہے۔

واقعی! نہ آپ کا دستِ کرم جنبش کرتا نہ یہ بادۂ نیشاپور۔ اِس شان سے نمک چشانِ ہند کا حصہ ہوتی ؎

آفاق میں بڑوں سے ہے چھوٹوں کی آبرو
ذرّوں کی روشنی شہِ خاور کے دم سے ہے

عاجز۔ ناتوان وزار
آغا شاعر قزلباش دہلوی
داتا گنج بخش رح۔ لاہور

دیباچہ

دل سے اگر سنو تو یہ سننے کی بات ہے
ورنہ کسی پہ زور نہیں اختیار کیا؟

بالغ نظر حضرات پر مخفی نہیں کہ حکیم خیام نیشاپوری کی شخصیت اِس عالم کون و فساد میں اِک بے لاگ موعظہ نگار کی سی ہے۔ جس کو سب سے پہلے اہل مغرب نے پہچانا اور خوب پہچانا۔ مگر نہ اس طرح جس طرح اہلِ مشرق کی نظر میں وہ ایک زندہ جاوید ہستی ہے اور اُس کے طُرّہ دستار میں متعدد کمالات کے لعل و گوہر درخشاں ہیں۔

اہلِ مغرب کی قدر افزائی شاید اسی لئے ہو کہ وہ حکیم موصوف کو محض خمریات یعنی شراب و معشوق ہی میں شرابور سمجھتے ہیں۔ چنانچہ دانایانِ یورپ کے سرمایۂ ناز مسٹر فِٹز جیرلڈ صاحب انگریزی مترجم نے بھی اُسے دی ایڈمائرر آف دی بیوٹی فُل گرلز۔ پگنگ اینڈ پگنگ The admirer of beautiful girls pegging & pegging کے سوا کچھ نہ سمجھا۔ اس سے زیادہ بڑھے تو دانندۂ فلکیات کہدیا اور زیادہ سے زیادہ ترقی کی تو وہ سرکش بندہ مان لیا جس کا کوئی خدا نہ ہو۔ جس کو سزا و جزا حیات و ممات سے کوئی تعلق نہ ہو۔ بلکہ ظن غالب یہی ہے کہ اسی جہیں یعنی

دہریئے پن نے خیام کو تمام یورپ میں اتنا ہر دل عزیز بنا دیا ہے کہ ہر متمدن زبان اُس کے خیالات کے عکس سے معمور ہے۔ ابھی چند سال پہلے کا واقعہ ہے جب راقم الحروف اپنے مُربّی قدیم بہشت نصیب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ سفیر ایران کلکتہ اور قدردان علم و فضل ہز ہائینس سرکار سروآصف علی میرزا رئیس مرشد آباد۔ بنگال کی ملازمت کے لئے حاضر ہوا تو ایک دن اسی ترجمے کی تلاش میں مسرز تھیکر اسپنک اینڈ کمپنی کے ہاں بھی جا نکلا۔ وہاں میں نے صرف ایک جلد انگریزی ترجمے کی دیکھنے کی غرض سے طلب کی۔ بینی و بین اللہ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ مینجر صاحب نے ایک لمبی چوکی میز صرف عمر خیام کے ترجموں سے بھر دی جو مختلف ڈیزائن اور مختلف مذاق کی تصویروں سے آراستہ تھے اور اس سے زیادہ مقبولیت کسی غیر زبان کے مصنف کی کیا ہو سکتی ہے؟ میں پھر بھی کہوں گا میرے خیال میں یہ دہریت ہی تو ہے جس نے یورپ والوں کی نظر میں حکیم خیام کو اس قدر ممتاز و مفتخر بنا دیا ہے کیونکہ اہل یورپ کی سب سے زیادہ مطبوع چیز یہی تو ہے جس کو وہ اس صفت سے متصف پاتے ہیں۔ اُسی کو آنکھوں پر رکھ لیتے ہیں حالانکہ میں بلا خوفِ تردید کہتا ہوں کہ اُن کا یہ خیال بالکل غلط ہے سراسر غلط۔ جس چیز نے یورپ کو ایسا سمجھنے پر مجبور کیا ہے وہ مسٹر فٹز جیرالڈ صاحب کی کُل کائنات چھپتّر رباعیوں کا ترجمہ ہے جسے مطالعہ کرنے کے بعد ہر انگریز کھیّام کھیّام پکار اُٹھتا ہے مجھے معاف کیا جائے باوجودیکہ صاحب موصوف کی فارسی دانی کا یہ عالم ہے کہ اور مطالب تو درکنار جہنم اور جنت کے ترجمے میں آپ نے کہیں فرق نہیں کیا۔ العظمۃ للہ! بہرحال میں کیا اور میری فلسفہ دانی کیا؟ حکیم خیام کے معیار اخلاق پر صدہا قلم

مجھ سے بہتر بہتر لکھ چکے ہیں۔ اس پر بھی میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اُس کے جذبات کو درک کرنا ہم جیسے مرفوع القلم لوگوں کا کام نہیں۔ اُس کی شراب کے جرعہ نوش تو ایک ہی ساغر میں دو عالم کی سیر کر لیتے ہیں۔

صاحبان انصاف! حکیم کی تعلیم ہم کو سچا مرد باخدا بناتی ہے۔ وہ مکر و زور نمود و نمائش کا قاطِبتاً دشمن ہے۔ وہ زاہدانِ سالوس پر طعن و تعریضیں کرتے کرتے اس مزے سے دلوں میں چٹکیاں لے لیتا ہے کہ صاحب ذوق پھڑک پھڑک جاتے ہیں۔ دنیا اور اہل دنیا کو اس نے عارفانہ نظر سے دیکھا ہے اسلیئے وہ بار بار کہتا ہے کہ یہ جگہ دل لگانے کے قابل نہیں۔ یہ تو ایک سرا ہے یا باغچہ جس کو شبنم وار سورج کی کرن پڑتے ہی خالی کردینا ہوگا اس کاجل کی کوٹھڑی سے ہاتھ پاؤں بچا کر نکل جاؤ بالفرض یہاں ہزار سال بھی جیئے۔ نعماتِ دنیا سے خاطر خواہ بہرہ ور بھی ہوئے۔ پھر ایک دن موت۔ موت۔ موت۔ وہ ہم سے بار بار کہتا ہے۔ اے غافل ہستیو! تم کوئی مال و دولت یا خزانہ نہیں ہو۔ جو تمہیں ایکدفعہ دفنا کر پھر نکال لیا جائے۔ یہاں بار بار نہیں آنا۔ اسلئے وقت کو غنیمت جانو۔ سوچو سمجھو! تم کون ہو۔ کہاں سے آئے۔ کس لئے آئے۔ اور یہاں آکر تم نے کیا کیا؟ بس یہی وہ احکام ہیں۔ جن کو انسانی طرزِ عمل کی درستی کہا جاتا ہے۔ انہیں کو تہذیب الاخلاق بھی پکارتے ہیں۔ مردم آزاری تضیع اوقات۔ لالچ۔ حسد۔ غم و غصہ وغیرہ وغیرہ نہایت مذموم صفات ہیں۔ جن کے مقابلے میں صبر و رضا۔ راستی و قناعت وغیرہ باعثِ عزت و وقار ہیں۔ بس حکیم خیام کے اسکول میں یہی نصاب داخل ہے مثلاً مُشتے نمونہ از خروارے بچشم انصاف ملاحظہ کریں اور بتائیں خدا کیواسطے بتائیں کیا ایسے ہی اعتقاد تعلیم کرنیوالے کو بیدین۔ ناستک اور دہریہ کہتے ہیں؟ لیجے دیکھئے دُنیا کی بے ثباتی اور معبودِ حقیقی کی شان

چوں نیست بہر چہ ہست جز باد بدست — چوں نیست بہر چہ ہست نقصان و شکست
پندار کہ ہر چہ ہست در عالم نیست — انگار کہ ہر چہ نیست در عالم ہست

با بط می گفت ماہی در تب و تاب — باشد کہ بجوئے رفتہ باز آید آب
بط گفت کہ چوں من و تو گشتیم کباب — بود از پس مرگ من چہ دریا چہ سراب!

یا یہ کہ۔

غافل بچہ امید دریں شوم سرا — بر دولت ایں دل منہ از بہر خدا
ہر گاہ کہ خواہی کہ نشینند۔ از پا — گیرد اجلت دست کہ بالا بیا

انتہائے توکل

در دہر ہر آں کہ نیم نانے دارد — وز بہر نشست آستانے دارد
نے خادم کس بود نہ مخدوم کسے — گو شاد بزی کہ خوش جہانے دارد

خالق کے حضور میں مخلوق کی ندامت۔

یہ بالکل نرالا مضمون ہے جو مجھ بے برگ نے آج تک کہیں نہیں دیکھا ہے

با نفس ہمیشہ در نبردم چہ کنم — وز کردۂ خویش دردمندم چہ کنم
گیرم کہ ز من در گذرانی بکرم — زیں شرم کہ دیدی وچہ کردم چہ کنم

اے سبحان اللہ۔

جو تھوڑا ہنستے ہیں وہ بہت روتے ہیں۔

گل گفت بہ از لقائے من روئے نیست — چندیں ستم گلاب گر بارے چیست
بلبل بزبانِ حال با او می گفت — یک روز کہ خندید کہ سالے نگریست

لیجئے اب دنیا وما فیہا سے الگ ہو کر خیّام کی حمد و نعت بھی سن لیجئے ۔ واللہ یہ وہ رباعی ہے جو ہر بندۂ خدا کو اپنا وظیفہ بنانی چاہیئے ؎

بگشائے درے کہ در کشائندہ توئی　　بنمائے رہے کہ رہ نمائندہ توئی
من دست بہیچ دستگیرے ندہم　　کاینشاں ہمہ فانی اند و پائندہ توئی

یا یہ کہ

در دیدۂ تنگِ مور نور ہست از تو　　در پائے ضعیفِ پشہ زور ہست از تو
ذاتِ تو سزا است مر خداوندی را　　ہر وصف کہ ناسزاست دُور ہست از تو

حمد کے بعد خاتمے کی نعت

ساقی قدحے کہ ہست عالم ظلمات　　بے روئے تو نیست در جہاں آبِ حیات
از جان و جہان و ہر چہ در عالم ہست　　مقصود توئی و بر محمد صلوات

آ ہیئے ۔ اب اُس شرابِ مصفا ۔ اُس طیب و طاہر زُلال کی بھی ایک چسکی لگا لیجئے جسے خیّام رات دن پیتا تھا لگے ہاتھوں اُس کے محبوب ساقی کی بھی زیارت کر لیجے ۔ بشرطیکہ آپ کی مادی آنکھیں اُسے دیکھ سکیں ۔ بس اسی پہ خاتمہ ہے اور یہی قولِ فیصل ؎

اے دل مےِ معشوق مکن در باقی　　سالوس رہا کن و مکن زراقی
گر پیروِ احمدی ۔ خوری جامِ شراب　　زاں حوض کہ مرتضاش باشد ساقی

اے سبحان اللہ ! الحق یعلو و لا یُعلیٰ ۔ بس اس سے زیادہ صاف و پاک عقیدہ اور کیا ہو سکتا ہے جو سقاھم ربھم تک پہنچا دے ۔ اگر اب بھی خیّام دہریہ ۔ بے دین اور لامذہب ہی تھا تو میں ہزار بار قربان ہوں اس بے دینی پہ ۔

آغائی ترجمہ خیام کی چند خصوصیات۔

آخر میں اب میں خمخانہ خیّام جلد اول کی بابت کچھ کہنا چاہتا ہوں اس ترجمے کی چند خصوصیات ہیں جن کو پڑھنے سے پہلے ہر ناظر کو سمجھ لینا نہایت ضروری ہے۔

(۱) میرے خیال میں اس ترجمے کو وہی احباب چٹخارے لے لے کر پڑھ سکتے ہیں جو فارسی زبان اور اردوئے معلّٰے دونوں پر عبور کامل رکھتے ہیں۔ ورنہ یک طرفہ ڈگری دار اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

(۲) ناظرین ترجمہ۔ سب سے پہلے اصل رباعی کے الفاظ اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں اس کے بعد ترجمہ پڑھ سکتے ہیں۔

(۳) یہ بھی واضح رہے کہ یہ لفظی ترجمہ نہیں۔ مکھی پر مکھی مارنی مجھے نہیں آتی نہ فارسی الفاظ کو اردو کی شکل میں لاکر بجنسہٖ رکھدیا ہے۔ نہ رباعی کی کوڑی بھر بحروں میں سے جہاں تک لگا ایک سنبھال لی ہے بلکہ صرف ایک ہی عام بحر میں تمام رباعیوں کا ترجمہ حاضر ہے۔

(۴) شعرائے عصر کی خدمت میں التماس ہے کہ یہ ناچیز ترجمہ ایطائے خفی و ایطائے جلی مُردّف و غیر مُردّف۔ تنا فر الفاظ وغیرہ تمام قیود سے اصل کی طرح آزاد ہے اگر اسے ملاحظہ کی عزت بخشیں تو صرف مطالب نگاری کو عین مقصود سمجھ لیں۔ والسلام

ہوئے ہیں ہم ضعیف اب دیدنی رونا ہمارا ہے
پلک پر اپنے آنسو صبح پیری کا ستارا ہے

عاجز کمترین آغا شاعر قزلباش دہلوی
داتا گنج بخش رح لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
خمکدۂ خیام
یعنی
جلد اوّل
ترجمہ منتخب رباعیات عمر خیام
نیشاپوری
(رباعی کا ترجمہ رباعی میں)
(در مطبع رفاہ عام سٹیم پریس لاہور باہتمام بابو نور الحق طبع شد)

[illegible]

تیغ‌های دو سرکشان بیش ترین
نیازهای سرنیازمندان بیش ترین
من و صحبت درویشان بیش ترین
کایشان همخانی اند و ایشان بیش ترین

[illegible]

وصل نمبر ۳

در دیدهٔ تنگ مور نور است از تو

در پای ضعیف پشه زور است از تو

ذات تو منزه است خداوندی را

هر وصف که نامنزه است دور است از تو

[illegible]

ترجمۂ حسبِ حال

چھوٹی سی کن ذرا سی آنکھ میں تیرا نور

ضعیف سا ہاتو دل میں تیرا زور

پھر پیش غ جاودانی سے لائق تیری ذات

ممکن ہے کہ آیا یاں ہیں سب نذرِ حضور

زہرا الشعرا

[illegible]

ساقی قدحی که هست عالم ظلمات
جز بادهٔ تو نیست در جهان آب حیات
از جان و جهان بهر چه در عالم هست
مقصود توئی و بر محمد صلوات

حکیم خیام

یہ جان و جہان اور جہاں کا سب کچھ
افسر الشعراء

(۱) سے بمعنی مانند۔

اصل نمبر ۵
غافل بچه امید درین شوم سرا
بر دولت این دل منه از بهر خدا
هر گاه که خواهی که نشیند از پای
حکیم خیام

ؔ مر یعنی دفع ہو۔ اس خاکدانِ عالم سے نکل جا۔

قولیست خلاف دل در او نتوان بست
چون عاشق و مست دوزخی خواهد بود
فردا بینی بهشت همچون کف دست
حکیم خیام

[۱] بمعنی الزام۔ [۲] صاف۔ صفا چٹ۔

مثل نمبر ۲

گر می نخوری طعنہ مزن مستان را
بنیاد مکن تو حیلہ و دستان را
تو غرہ بدان مشو کہ می می نخوری
صد لقمہ خوری کہ می غلام است آن را

حکیم خیام

گر باده خوری تو با خردمندان خور
یا با صنمی ساده رخ خندان خور
بسیار مخور ورد مکن فاش مساز
اندک خور و گه گاه خور و پنهان خور

پنجم بند
افسر الشعراء

بمعنی رسوائی ۔ [2] ھرن یعنی ندامت ۔ شرم

جانان این زلف و رخسار تو
سرچشمه
نقطه ... باز آخر کار

ہے مجھ کو حرام گھونٹ پانی پینا
جب تک نہ جگر کباب کر لوں اپنا

من بی می ناب زیستن نتوانم
بی باده کشید بار تن نتوانم
من بندهٔ آن دمم که ساقی گوید
یک جام دگر بگیر و من نتوانم

[illegible]

اصل نمبر ۱۸
من در رمضان روزه اگر می خوردم
تا ظن نبری که بی خبر می خوردم
از محنت روزه روز من چون شب بود
پنداشته بودم که سحری می خوردم
حکیم خیام

با بط می گفت ماهی در تب و تاب
باشد که بجوی رفته باز آید آب
بط گفت که چون من و تو گشتیم کباب
بود از پس مرگ ما چه دریا چه سراب
حکیم خیام

افسر الشعراء

ترجمہ رباعی ۳۱

ساقی ہو تو شراب ناب ہے سر بہشت

پیتا ہوں شراب صحبت ہے بیچ بہشت

پیتا ہی نہیں کیوں ہے دوزخ کا ڈر

واعظ نے کہا ہے زمیں بہشت و دوزخ

دوزخ کا گماں کس نے کیا کیا ہے بہشت

حکیم خیام

وصل نمبر ۳۲
چون نیست ز ہرچہ ہست جز باد بدست
چون نیست ز ہرچہ ہست نقصان و شکست
پندار کہ ہرچہ ہست در عالم نیست
انگار کہ ہرچہ نیست در عالم ہست
حکیم خیام

سلہ ا. یعنی ہستیِ باری تعالیٰ شانہٗ یقینی ہے۔

غزل نمبر ۴۳

در هر دشتی که لاله زاری بوده است
آن لاله ز خون شهریاری بوده است
هر برگ بنفشه کز زمین می روید
خالیست که بر رخ نگاری بوده است

حکیم خیام

پنجم ستمبر ۴۲

صحرا میں جہاں آب الاتے نگیں سے کے لالہ
سلطان کا خون ہے کسی قیصر کا
جو تیغ شکن سنگ زمیں ٹھوکر میں
تن ہے جو کسی جانباز سے رخسار پیا تھا

افسر الشعرا

در چشم محققان چه زیبا و چه زشت
منزلگہ عاشقاں چه دوزخ چه بہشت
پوشیدن بیدلاں چه اطلس چه پلاس
زیر سر عاشقاں چه بالین و چه خشت
حکیم خیام

بسیار بگشتیم بگرد در و دشت
اندر همه آفاق بگشتیم بگشت
از کس نشنیدیم که آمد زین راه
راهی که برفت راهرو باز نگشت
حکیم خیام

رباعی نمبر ۳۸
افسر الشعراء

مثال نمبر ۳۹
هر سبزہ کہ بر کنار جوئی رستہ است
گوئی ز لب فرشتہ خوئی رستہ است
پا بر سر سبزہ تا بخواری ننہی
کان سبزہ ز خاک لالہ روئی رستہ است
حکیم خیام

افسر الشعراء

روزے کہ شود اذا السماء انشقت
واں دم کہ بود اذا النجوم انکدرت
من دامن تو گیرم اندر عرصات
گویم صنما بای ذنب قتلت
حکیم خیام

افسر الشعراء

[illegible] ۱۹۴۳

چون مردن تو مردن یکبارگیست
یکبار بمیر این چه بیچارگیست

خونی و نجاستی و مشتی رگ و پوست
انگار نبود این چه غمخوارگیست

حکیم خیام

وصل نمبر ۳۳
خیام کہ خیمہ‌ہای حکمت می‌دوخت
در کورۂ غم فتاد و ناگاہ بسوخت
مقراض اجل طناب عمرش ببرید
دلال قضا برایگانش بفروخت
حکیم خیام

بیت ۳۳

حیا میرھو حلیمت کا نبا ہصت سپیلا

جمع بطا کیا اس کھ طا ل طل بل بر صوا

ع طنا بس کا ہیں

تیمی سے طل کی سبیں

داں قصا سے ہمت تا ئدا ئیچ

زیں مشق

در مذهب ما شنبه و آدینه یکیست
جام پرست باش نه روز پرست
حکیم خیام

وصلی نمبر ۳۵
خاکی کہ بزیر پای ہر حیوان است
زلف صنم و ابروی جانان است
ہر خشت کہ بر کنگرۂ ایوان است
انگشت وزیر یا سر سلطان است
حکیم خیام

صفحہ نمبر ۱۰۳

دل سرّ حیات اگر کماهی دانست
در مرگ هم اسرار الهی دانست
امروز که با خودی ندانستی هیچ
فردا که ز خود روی چه خواهی دانست

حکیم خیام

(۱) طِم - بمعنی گھمنڈ - غرض و غائت -

گر حرص و ہوا میں مبتلا جائیگا
یہ سوچ کہ ہے کون کہاں سے آیا
کیا کر کے چلا ہے اور کہاں جائیگا
افسر الشعراء

صل نمبر ۳۸

نیکی و بدی کہ در نہاد بشر است
شادی و غمی کہ در قضا و قدر است
با چرخ مکن حوالہ کاندر رہِ عقل
چرخ از تو ہزار بار بیچارہ تر است

حکیم خیام

مثل نمبر ۳۹
خیّام از بہر گنہ این ماتم چیست؟
در خوردن غم فایدہ بیش و کم چیست؟
آن را کہ گنہ نکرد غفران نبود
غفران ز برای گنہ آمد غم چیست؟
حکیم خیّام

ہشیار ذرا زمانہ ہے شور انگیز
بے فکر نہ بیٹھ تیغِ دوراں ہے تیز
حلوے کا ہی لقمہ دے زمانہ نہیں
ہرگز نہ نگلنا اسے کہ ہے زہر آمیز
افسر الشعراء

از عمر خیام

چون آب بجویبار و چون باد بدشت
روزی دگر از عمر من و تو بگذشت
تا من باشم غم دو روزه نخورم
روزی که نیامدست و روزی که گذشت

حکیم خیام

۵۱ یعنی کم ہو گیا۔ ۵۲ یعنی گذر گیا۔

اصل نمبر ۴۲
حکیم خیام

۱؎ مشکیں باندھنا - دونوں ہاتھ کس دینا

صل نمبر ۳۴

از هرزه بهر درسی نمی باید تاخت
با نیک و بد زمانه می باید ساخت
از طاس سپهر کعبتین قسمت را
هر نقش که پیدا شود آن باید باخت

حکیم خیام

من هیچ ندانم که مرا آنکه سرشت
از اهل بهشت کرد یا دوزخ زشت
جامی و بتی و بربطی بر لب کشت
این هر سه مرا نقد و ترا نسیه بهشت
حکیم خیام

نمبر ۱۴۸
افسر الشعرا

عمر خیام

با دشمن و دوست فعل نیکو نیکوست
بد کی کند آن کس که نکو ذات اوست
با دوست چو بد کنی شود دشمن تو
با دشمن اگر نکو کنی گردد دوست

کتبه خیام

ترجمہ بند ۴۵
ہر دشمن و دوست سے ہے نیکی زیبا
چونکہ ہے فطرتاً بدی کب جا سکتا ہے
ہو دوست سے دشمنی تو دشمن ٹھہرے
دشمن سے جو نیکی ہو تو دوست بنا
افسر الشعراء

ترجمہ نمبر ۳۶
پیتا نہیں ہے عیش کی خاطر جاتا
ہے ترک ادب نہ کوئی دی جھگڑا
اک گونہ بیخودی میں چاہتا ہوں
غالب ہوں پی کے ہی بے ہوش
افسر الشعراء

گویند کسان بهشت با حور خوش است
من می‌گویم که آب انگور خوش است
این نقد بگیر و دست از آن نسیه بدار
کآواز دهل شنیدن از دور خوش است
حکیم خیام

۵۱ اکل و شرب۔

وصلی نمبر ۲۸
در فصل بہار اگر بتی حور سرشت
پر می قدحی دہد مرا بر لب کشت
گرچہ بر ہر کس این سخن باشد زشت
سگ بہ ز من ار برم دگر نام بہشت
حکیم خیام

رباعی

فصل گل و طرف جویبار و لب کشت
با یک دو سہ تازہ لعبتی حور سرشت
پیش آر قدح کہ بادہ نوشان صبوح
آسودہ ز مسجدند و فارغ ز کنشت

حکیم خیام

لہ پچکنا ۔ خم کھانا

مشق نمبر ۱۵
آباد خرابات ز می خوردن ماست
خون دو هزار توبه در گردن ماست
گر من نکنم گناه رحمت چه کند
آرایش رحمت ز گنه کردن ماست
حکیم خیام

پیش از من و تو لیل و نهاری بودست
گردنده فلک برای کاری بودست
زنهار قدم بخاک آهسته نهی
کان مردمک چشم نگاری بودست
حکیم خیام

افسر الشعراء

حکیم خیام

صد پنجاه

ساقی قدحی که کار عالم نفسیست

گر شادی ازو یکنفس آن نفسیست

هش باش ز ما هر چه پیشت بدر جهان

ما هم گذشتیم و جهان کام دل خواه کسیست

حکیم خیام

ترجمہ نمبر ۵۵

ہے سانس کا کھیل سا پیا ساغر لا
گذرے جو خوشی سے ایک دم بھی ہے روا

ہر حال میں شاد رہ قناعت سے گذار
ہرگز نہیں ہوتا ہے کسی کا چاہا

افسر الشعراء

هر سبزه که

سیمبر ز حنا پایچه خوشدلان است

سیمای باغ جهان زیبایان است

از دست بنفشه بر سر زانو است

وین سبزه ز دامان گل خندان است

حکیم خیام

مفلس کیلئے باغ جہاں زنداں ہے
افسر الشعراء

سر دفتر عالم معانی عشق است
سر بیت قصیدهٔ جوانی عشق است
ای آنکه خبر نداری از عالم عشق
این نکته بدان که زندگانی عشق است
حکیم خیام

غزل نمبر ۶۲

ساقی بیار یاقوت سرشت
زآب خضر بجاے عنبر سرشت

سرزنده بود وطن و عیش
چون دل زنجا بود بجاے طرب

سلیم خاں

ترجمہ نمبر ۶۲
افسر الشعراء

غزل نمبر ۴۴

در عشق تو از ملامتم ننگی نیست

با بیخبراں دریں سخن جنگی نیست

آں شربت عاشقی ہمہ مرداں راست

نامرداں را ازیں قدح رنگی نیست

حکیم عمر خیام

اصل نمبر ۹۴
گل گفت بہ از لطافت من رو نیکوست
چندین ستم گلاب گر از پی چیست
بلبل بزبان حال با وی می گفت
یک روز کہ خندید کہ سالی نگریست
حکیم خیام

ترجمہ نمبر ۶۴

وصلی نمبر ۶۵

بدنامی من ز عمر و کسی بگذشت

در پی عشق ازین زنجیر بگذشت

بر درستی تا پیش بگذشت

من از کجا عوض صد کاسه پیش

حکیم خیام

اصل نمبر ۶۶

ساقی دل من ز مرده افسرده تر است
سر زیر زمین من و دل آسوده تر است
چشم ز خون دیده دامن من شسته
دامان تر من ز دین آلوده تر است

حکیم عمر خیام

ے چوڑا بوزن تیترا - یعنی شوربہ

ترجیع بند ۶۸
جو سبزہ و گل آج طربناک ہوا
جب تک تو بہار لوٹ جیب دیکھ
گل خاک ہوا ہے سبزہ خاشاک ہوا
افسر الشعراء

وصل نمبر ۶۹

ساقی سخن گزیده یار دیرین من است
با دختر رز عیش نه آئین من است
الحق که باده خوار ازین نیست
من باده چو خورم که باده چو دین من است

حکیم خیام

اہل دنیا را ز دین آگاہ نیست
صحبتے کہ با اہل حق نیست در دین نیست
اسباب جاہ ست تا شغل و ذوق ست
زاہدا کرا شغل و ذوق باشد بہتر کہ دین ست

کاتبہ خان

گفتم که بسر زلف تو بس خورده است
گفتم روزی ز قامتت بر خوردم
گفتا که کسی ز سرو بر خورده است
حکیم خیام

اصطلاح رندانہ میں بیٹھنے کی طرف اشارہ ہے۔

با مطرب و می حور سرشتی گر هست
با آب روان و لب کشتی گر هست
بہ زین مطلب دوزخ فرسودہ متاب
حقا کہ جز این نیست بہشتی گر هست
حکیم خیام

وصل نمبر ۱۵۰

دنیا دیدی و هر چه دیدی هیچ است
وان نیز که گفتی و شنیدی هیچ است
سرتاسر آفاق دویدی هیچ است
وان نیز که در خانه خزیدی هیچ است

حکیم خیام

ل زمین ٢ آسمان ٣ جھگڑا ٤ ڈنکا ۔

می خورم و مخالفان از چپ و راست
گویند مخور باده که دین را اعداست
چون دانستم که می عدوی دین است
بالله بخورم خون عدو را که رواست
حکیم خیام

ابر آمد و زار بر سر سبزه گریست
بی بادهٔ ارغوان نمی باید زیست
امروز که این سبزه تماشاگه ماست
تا سبزهٔ خاک ما تماشاگه کیست
حکیم خیام

یزدان چو گل وجود ما را آراست
دانست ز فعل ما چه خواهد برخاست
بی حکمش نیست هر گناهی که مراست
پس سوختن قیامت از بهر چه خواست
حکیم خیام

نمبر ۵۹
وہ جس نے مری خاک کا پتلا ڈھالا
واقف تھا عمل سے مرے جو کچھ ہوگا
بے علم نہیں اُس سے مرا کوئی گناہ
پھر حشر میں یہ جان جلانا کیسا
افسر الشعراء

مثل نمبر ۸۰

بیخ حرص شان پیدا است و پنهان سببها

چو فکر بیش آید پیدا و آلوده است

پیچ تاب آید

از فقر تنگی آید سبب [illegible]

غم خوردن [illegible]

کتبه [illegible]

نمونہ نمبر ۸۰
جب لوحِ جبیں پہ نقش پنہاں ہیں یار
ہر اچھے برے کا ہے قلم سے اظہار
جو ہونا ہو ہونا تھا وہ سب لکھ چکا
اب غم اور جد و جہد سب بیکار
از افسر الشعراء

ترس اجل و بیم فنا نیست
ورنه ز فنا شاخ بقا خواهد رست
من از دم عیسوی شدم زنده بجان
مرگ آمد و از وجود من دست بشست
حکیم خیام

اصل نمبر ۸۴

گردون کمری ز عمر فرسودهٔ ماست
جیحون اثری ز چشم پالودهٔ ماست
دوزخ شرری ز رنج بیهودهٔ ماست
فردوس دمی ز وقت آسودهٔ ماست

حکیم خیام

نمبر ۸۲
افسر الشعراء

از درس علوم جملہ بگریزی بہ
واندر سر زلف دلبر آویزی بہ
زان پیش کہ روزگار خونت ریزد
تو خون قنینہ در قدح ریزی بہ

حکیم عمر خیام

چون چرخ بکام یک خردمند نگشت
خواهی تو فلک هفت شمر خواهی هشت
چون باید مرد و آرزوها همه هیچ
چه مور خورد بگور و چه گرگ بدشت
حکیم خیام

۱ یا قبر میں کیڑے کھا جائیں ۲ یا جنگل میں بھیڑیا چٹ کر جائے۔

مثل نمبر ۸۵

این کهنه رباط را که عالم نام است

آرامگه ابلق صبح و شام است

بزمیست که وامانده صد جمشید است

قصریست که تکیه گاه صد بهرام است

حکیم خیام

مثل نمبر ۸۶
یارب تو کریمی و کریمی کرم است
عاصی ز چه رو برون ز باغ ارم است
با طاعتم ار ببخشی آن نیست کرم
با معصیتم اگر ببخشی کرم است
حکیم خیام

اصل نمبر ۸۸
حکیم خیام

رباعی نمبر ۴۸
اللہ رے صبر و رضا جاں نہ نکلی
بندوں پہ جو خنجرِ یاس کی پل بھر نہ تھی
جو عقل میں آ سکتے تھے کر ڈالے جتن
سب کچھ کیا پر قضا سے مری پیش نہ چلی
افسر الشعراء

نمبر ۸۹

مشق نمبر ۹۰

من بندہ عاصیم رضائے تو کجاست

تاریک دلم نور صفائے تو کجاست

ما را تو بہشت اگر بطاعت بخشی

این مزد بود لطف و عطائے تو کجاست

[illegible]

ترجمہ بند ۹۰
پائی ہی ہے تیری رضا ہے وہ کہاں
پا ایک ہے دل اور رضا ہے وہ کہاں
گو مجھ کو بہشت بندگی سے بخشا
اجرت ہوئی یہ لطف و عطا ہے وہ کہاں
افسر الشعراء

وصل نمبر ۹۱
ہر دل کہ در و مایۂ تحقیق کم ست
بیچارہ ہمہ عمر بیغم و بیغم ست
چو فارغ خاطرے کہ نشاطے دارد
باقی ہمہ ہر چہ ہست اسباب غم ست
حکیم خیام

تختی نمبر ۹۱
جس دل میں نہاں شعلۂ تجرید ہے ہمدم
نادم ہے تمام عمر شرمندۂ غم
آزاد کے پیشِ نظر ہے دنیا میں
باقی یہاں جو کچھ ہے وہ سامانِ الم
افسر الشعراء

۹۲
حکیم خیام

وصل نمبر ۹۳

بیگانه اگر وفا کند خویش منست
ور خویش جفا کند بداندیش منست
گر زهر موافقت کند تریاکست
ور نوش مخالفت کند نیش منست

کتبه [illegible]

بیگانہ وفا سے ہے تو ہے وہ اپنا
اپنا جو دغا سے ہے تو دشمن بیگانا
دے زہر جو وفا سے تو اکسیر سمجھ
امرت بھی نہ راس آئے تو ہے زہر ترا
افسر الشعراء

چون ز آب و گل آفرید صانع ما را
پیوسته مرا ز غم همی منع کنی
خود دوست تری بس است مانع ما را
حکیم خیام

افسر الشعراء

اصل نمبر ۹۵

تا بتوانی ز غم جهان هیچ مرنج
بر دل منه از آمده و نا آمده رنج
خوش میخور و میبخش درین دار سپنج
با خود نبری گرچه بسی داری گنج

حکیم خیام

نمبر ۹۵
مطلق بھی نہ گرداں جہاں کی سختی
افسر الشعراء

ز آوردن من نبود گردون را سود
وز بردن من جاه و جلالش نفزود
وز هیچ کسی نیز دو گوشم نشنید
کاوردن و بردن من از بهر چه بود
حکیم خیام

مثل نمبر ۹۸
بوی خوش گل بزخم خاری ارزد
گر باده خوری بهم کناری ارزد
باراں که ازو همه جهاں تازه شود
انصاف ببیں که انتظاری ارزد
حکیم خیام

[illegible] بیش تو بود
ور طاعت ما بیش تو نقصان نبود
ور معصیتی پس
بگذار و بگیر زانکه معلوم منست
بگذار و بگیر و بنده‌ای زار نبود

[illegible]

۵۷ گئی کر یعنی ٹال دے چشم پوشی فرما۔

جانم بہ فدای آنکہ او اہل بود
سر در قدمش اگر نہم سہل بود
خواہی کہ بدانی بہ یقین دوزخ را
دوزخ بہ جہاں صحبت نااہل بود

حکیم خیام

ای دل بشنو نصیحتی

چون رزق ترا آنچه خدا فرمود

کم بیش نخواهد شد

آسوده ز هرچه هست می‌باید بود

آزاده ز هرچه نیست می‌باید زیست

[illegible]

ناکرده گناه در جہان کیست بگو
آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی
پس فرق میان من و تو چیست بگو

حکیم خیام

آنها که کهن شدند و اینها که نو اند
هر کس بمراد خویش یک تک بدوند
این سفله جهان بکس نماند جاوید
آیند و روند و دیگر آیند و روند

حکیم خیام

عمل ... ۱۰۰۶

ای کہ صد سر اسرار است و ایں آنچہ خودست
ای کہ ... دور ... ز اندیشہ خودست
وانکہ چہ طرز آمد چیست
آنکہ کہ این ... سیر ... واند خودست
بیخبر و حیرانست

... ذنبہ

ل‍ه ٹپکے یعنی ڈر سے خم کھائے

اصل نمبر ۱۰۸
گویند کہ مرد را ہنر می باید
یا نسبت عالی پدری می باید
امروز چناں شدست در نوبت ما
کیں ہا ہمہ ہیچ است زری می باید
حکیم خیام

صبح بہار

نوبت چمن آرائی است باید

صحبت یار زیبا است باید

گل جامہ دران و بلبلان نعرہ زنان

فرصت چنین وقت آرام است باید

حکیم نیاز رقم

افسر الشعرا

ص نمبر ۱۱۰
این کوزه‌گران که دست در گل دارند
عقل و خرد و هوش بر آن بگمارند
مشت و لگد و طپانچه تا چند زنند
خاک پدران است چه می‌پندارند
حکیم خیام

لہ پڑا۔ یعنی نیست و نابود ہیں۔

عمل نمبر ۱۱۱

بس که افزوده بیشی زیان مقصود

یعنی بس بیش تر حقیقت لیکن آلود

از حد خود چو برون بیش بماند آلود

لیک خبیث شود عیب پس مان آلود

کتبه خاکسار

ص نمبر ۱۱۲
تا چند اسیر رنگ و بو خواهی شد
چند از پی هر زشت و نکو خواهی شد
گر چشمهٔ زمزمی و گر آب حیات
آخر بدل خاک فرو خواهی شد
حکیم خیام

کب تک یہ اسیرِ رنگ و بو ہونا ہے؟
آخر کو تجھے خاک ہی کا ہونا ہے
افسر الشعراء

اجرام که ساکنان این ایوانند
اسباب تردد خردمندانند
هان تا سر رشتهٔ خرد گم نکنی
کانان که مدبرند سرگردانند
حکیم خیام

[illegible]

گردون ز زمین هیچ گلی بر نارد
کش نشکند و هم بزمین نسپارد
گر ابر چو آب خاک را بر دارد
تا حشر همه خون عزیزان بارد

حکیم خیام

اصل نمبر ۱۱۶
در دهر هر آن کہ نیم نانے دارد
از بہر نشست آشیانے دارد
نے خادم کس بود نہ مخدوم کسے
گو شاد بزی کہ خوش جہانے دارد
حکیم خیام

ص نمبر ۱۱۷
قومی ز گزاف در غرور افتادند
قومی ز پی حور و قصور افتادند
معلوم شود چو پرده ها بردارند
کز کوی تو دور دور افتادند
حکیم خیام

۱؎ ڈینگیے۔ شیخی باز ۲؎ غرور ۳؎ فدائی۔

اپریل ۱۱۹

وقتیکہ طلوع صبح ازرق باشد
باید بہ کفت جام مُرَوَّق باشد

گویند کہ حق تلخ بود در ہمہ حال
باید بہ ہمہ حال کہ مے حق باشد

حکیم خیام

۱۹۱۵
افسر الشعراء

گویند بهشت و حور عین خواهد بود
وانجا می ناب و انگبین خواهد بود
گر ما می و معشوق گزیدیم رواست
چون عاقبت کار همین خواهد بود
حکیم خیام

آن روز که توسن فلک زین کردند
آرایش مشتری و پروین کردند
این بود نصیب ما ز دیوان قضا
ما را چه گنه قسمت ما این کردند
حکیم خیام

اول سنه ۱۳۳۱

عشقی که مجازی بود آبش نبود

چون آتش نیم‌مرده تابش نبود

عاشق باید که سال و ماه و شب و روز

آرام و قرار و خورد و خوابش نبود

حکیم خیام

اصل نمبر ۱۳۶
ساقی قدحے کہ کارساز است خدا
وز رحمت خود بندہ نواز است خدا
مے خور بہ بہار و بار طاعت مفروش
کز طاعت خلق بے نیاز است خدا
حکیم خیام

ترجمہ نمبر ۱۳۷
کس نے ہمیں بہشت و دوزخ دیکھا
کوئی بھی وہاں سے اس جہاں میں آیا
اس چیز سے ہم کو اتنی امید و ہراس
جو نام و نشاں جس کا نہ ہے پیدا
افسر الشعراء

صفحہ نمبر ۱۲۸
گهی ز فراق در فغان دارم
گهی به وصال شادمان دارم
من با تو نگویم چسان دارم
زان سان که دلت خواست چنان دارم
حکیم خیام

ہشیار رہوں میں تو مجھے عشق کہاں
بدمست اگر ہوں خرد کا نقصاں
اک چیز ہے بین بین ان دونوں کے
مرتا ہوں میں اوسط پہ وہ ہے زندگاں
افسرالشعراء

زان بادہ کہ عمر را حیات دگر است
پر کن قدحی گرچہ ترا درد سر است
بر نہ بکفم کہ کار عالم سمر است
بشتاب کنون کہ عمر من در گذر است
حکیم خیام

یک کار من از دو جہاں راست نگشت
از ہیچ نشد ہیچ مرادم حاصل
حکیم خیام

ترجمہ بیت ۱۳۲

افسر الشعرا

ے دَہایا پُوچا ۔ یعنی درگذرا

اول صفر ۱۳۳۳

در دهر بر آن نهال تحقیق نرست
زیرا که درین راه کسی نیست درست
هر کس زده دست عجز در شاخی سست
امروز چو دیدی ناشناس و فرزانه بجست

حکیم خیام

افسر الشعرا

اصل نمبر ۱۳۲
ای مرد خرد حدیث فردا هوس است
در دهر زمان لاف تنها هوس است
امروز چنین هر که خردمند کس است
داند که همه جهان چنین یک نفس است
حکیم خیام

افسر الشعراء

ص نمبر ۱۳۵

ای دل چو نصیب تو همه خون شدن است
احوال تو هر لحظه دگرگون شدن است
ای جان تو درین تنم چه کار آمدۂ
چون عاقبت کار تو بیرون شدن است

حکیم خیام

افسر الشعراء

نمبر ۱۳۶

دارنده چو ترکیب طبایع آراست
از بهر چه او فگندش اندر کم و کاست
گر نیک آمد شکستن از بهر چه بود
ور نیک نیامد این صور عیب کراست

حکیم خیام

خیام تنت بخیمه‌ای ماند راست
سلطان روح است و منزلش دار فناست
فراش اجل ز بهر دیگر منزل
از پا فکند خیمه کو سلطان برخاست
حکیم خیام

اصل نمبر ۱۳۹
از منزل کفر تا بدین یک نفس است
وز عالم شک تا بیقین یک نفس است
این یک نفس عزیز را خوش میدار
کز حاصل عمر ما همین یک نفس است
حکیم خیام

افسر الشعراء

ابن نمبر ۱۲۰
چون باده بدست شد ادیم چاک چیست
زان پیش که بیچاره تنم بود درست
از ضعف کنون چون نفس بیماران
می آیم و می روم و می سالک سست
حکیم خیام

دریاب کہ از روح جدا خواہی رفت
در پردۂ اسرار خدا خواہی رفت
مے خور کہ ندانی از کجا آمدہ ای
خوش باش ندانی بکجا خواہی رفت
حکیم خیام

صفحہ نمبر ۱۲۳

شادی مطلب کہ حاصل عمر دمی است

بازار فنا کساد بی غمی است

احوال جہان اول وصل آخر غم است

خالی و خالی و پر بیش و کم است

حکیم ضیا خاں

وصلی نمبر ۱۲۲

بلبل چو بباغ نالہ بر دوست گرفت
مے باید چو لالہ بر دوست گرفت
زان پیش کہ مرغان مرا از سر جہل
گویند فلان پیالہ بر دوست گرفت

حکیم خیام

عمل نیر ۱۲۸۵

مهتاب بنور دامن شب بشکافت
میخور که دمی خوشتر ازین نتوان یافت
خوش باش و میندیش که مهتاب بسی
اندر سر خاک یک بیک خواهد تافت

حکیم خیام

از باد صبا دلم چو بوی تو گرفت
بگذاشت مرا و جستجوی تو گرفت
اکنون ز منش هیچ نمی آید یاد
بوی تو گرفته بود خوی تو گرفت
حکیم خیام

وصل نمبر ۱۲۸
چون کرد ز تو به و لطف تو صنع خدا
در عهد ازل بهشت و دوزخ زیبا
بزم تو بهشت است و مرا هیچ غم نیست
خوب است که در بهشت ره نیست مرا
حکیم خیام

عرض نمبر ۱۲۹
چون میگذرد عمر چه شیرین و چه تلخ
پیمانه چو پر شود چه بغداد و چه بلخ
مے نوش کہ بعد از من و تو ماہ بسے
از سلخ بغرہ آید و از غرہ بسلخ
حکیم خیام

اصل نمبر ۱۵۸
این چرخ جفا پیشه دغا بنیاد
هرگز گره بسته کس را نگشاد
هر جا که دلی دید که داغی دارد
داغی دگرش بر سر آن داغ نهاد
حکیم خیام

۵ گتھی یعنی گرہ۔ گانٹھ

از بیاض ۱۵

در عالم جان بہوش می باید بود

در کار جہان خموش می باید بود

تا چشم و زبان و گوش برجا باشد

بی چشم و زبان و گوش می باید بود

حکیم خیام

گویند کہ ماہ رمضان گشت پدید
من بعد بگرد بادہ نتوان گردید
در آخر شعبان بخورم چندان مے
کاندر رمضان مست بیفتم تا عید
حکیم خیام

١٢٨٥
افسر الشعراء

جون ۱۳۱۵

صبحی کہ ز روی لالہ بینیم

بر چمن بنفشہ بالا می آید

از طاق فلک نغمہ

سر زمن

زاں پیش کہ بر سرت شبیخوں آرند
فرما کہ تا بادۂ گلگوں آرند
تو زر نہ ای اے غافل ناداں کہ ترا
در خاک نہند و باز بیروں آرند

از تن چو برفت جان پاک من و تو
خشتی دو نهند بر مغاک من و تو
وانگه ز برای خشت گور دگران
در کالبدی کشند خاک من و تو

حکیم خیام

مر جاؤں جو میں خاک مری اُٹھوا لیں
احوال سے کام درسِ عبرت کا لیں
پھر مے سے مری خاک کو گارا کر کے
غالب ہوں میں خشتِ سرِ خم ٹھہرا لیں

وصل نمبر ۱۵۶
اینها که کهن شدند شراب ناب اند
وانها که مدام در محراب اند
بر خشک کسی نیست همه در آب اند
بیدار یکی هست دگران در خواب اند
حکیم خیام

لہ یعنی بجز جناب احدیت کوئی بیدار نہیں ۔

وصل نمبر ۱۵۸

مثل نمبر ۱۵۹

قوای کہ از شباب آید بر

بیشتر کہ از نقرس آید بر

پیش بین ذی شعور

آن زمین پیشتر از وقت خویش کاشت

[illegible]

غزل نمبر ۱۰۱

در راہِ جنون سرِّ خرد را پیش نیست

چون تیغِ بیان دلِ خود را پیش نیست

خدای کہ جہانیان را پیش نیست

می باش خوش تسلی و خود را پیش نیست

حکیم خیام

یوں راہ پہ چل کر کہ سبھی جھک کے سلام

اس طرح سے جی جس طرح جیتے ہیں عدو

آ اس وضع سے جا

محفل میں کہ جب آئے ترا نام

عدو بھی ترے ہونے پہ کریں ناز تمام

افسر الشعراء

از عمر خیام

چوں شاهدِ روح خانه پرداز شود
هر عنصر پیش جنس خود باز شود
ایں بازِ وجود را بطبلِ رجعی
ز جسم بسرِ روزگار پرواز شود

حکیم خیام

پنجشنبہ ۱۹۶۲

یارو! مئے گلگوں سے دو نا مجھ کو قُوت
یہ چہرۂ زرد و اُس سے کرنا یاقُوت
مر جاؤں جو بس شراب سے نہلانا
انگور کی لکڑی سے بنانا تابُوت

افسر الشعراء

ص ۱۹۵

گویند بہشت و حور عین خواہد بود

آن جا مے ناب و انگبین خواہد بود

گر جم صحبت بہ مے و حوری باید

خوش باش کہ انجام تو خواہد بود

حکیم خیام

لہ بدرخاک رسول اللہ۔ اضافت مقلوبی ہے۔

...یل ۱۹۶۸ء

...سکلیں ترین من که از غریبی و رسوا بود

...آوازهٔ طالبان نمی دارد سود

...تنهائی چنان نبود

...گذشت و [illegible] نخواهد بود

عمر ... اطلب ... تو را

حکیم ضیا...

اب موت خدا جانے کہاں ہو آئی
افسر الشعراء

ص نمبر ۱۹۵

آورد به اضطرارم اوّل به وجود
جز حیرتم از حیات چیزی نفزود
رفتیم به اکراه و ندانیم چه بود
زین آمدن و بودن و رفتن مقصود؟

حکیم خیام

یہ آنا - یہ رہنا - یہ چلا جانا کیا
افسرالشعراء

آنها که خلاصهٔ جهان انسانند
بر اوج فلک براق همت رانند
در معرفت ذات تو مانند فلک
سرگشته و سرنگون و سرگردانند
حکیم خیام

جو لوگ یہاں سے گئے صحیح انساں ہیں
وہ معرفتِ ذات میں مانندِ فلک
سرگشتہ ہیں سرنگوں ہیں سرگرداں ہیں
افسر الشعراء

خوش باش که دهر بیکران خواهد بود
پیچ ز اختران نشان خواهد بود
خشتی که ز قالب تو خواهد بودن
دیوار سرای دیگران خواهد بود
حکیم خیام

۱؎ جس پانا ۔ زیادہ ہونا نفع حاصل ہونا۔

صفحه ۳۴۵

افسوس که نامهٔ جوانی طی شد

وان تازه بهار زندگانی دی شد

آن مرغ طرب که نام او بود شباب

فریاد ندانم که کی آمد کی شد

حکیم خیام

افسوس کہ عالمِ جوانی گذرا
وہ لطف و طرب زندگانی گذرا
وہ وقت کہ جس کا نام تھا عہدِ شباب
افسر الشعراء

از صبر بکام طمع خواهی چیست

فردا اگر از فراق فصل خواهی چیست

با طالع سعد وصل

معشوق موافق است و ایام بکام

از عیش بیش نشاط خواهی چیست

حکیم خیام

چون نیست درین زمانه سودی ز خرد
جز بی‌خرد از زمانه بر می‌نخورد
پیش آر ازانکه او خرد را ببرد
تا بو که زمانه سوی ما در نگرد
حکیم خیام

در دهر کسی به گلعذاری نرسید
تا بر دلش از زمانه خاری نرسید
در شانه نگر که تا به صد شاخ نشد
دستش به سر زلف نگاری نرسید
حکیم خیام

صفحہ نمبر ۱۶۱
وقتی کہ بخواب مرگ سر باز نہند
تا حشر قیل و قال خود باز نہند
تا کی گوئی خبر کسی باز نداد
ورنہ خبری ازانچہ خبر باز دہند
حکیم خیام

ترجمہ نمبر ۱۶۱
جو دل کہ خواب مرگ سے جاگ اُٹھے
تا حشر وہ قال و قیل ہی چھوٹے
کیوں مٹی کے ڈھیروں کو امید جواب
جو آپ ہوں بے خبر کیا دیں گے
افسر الشعراء

کس را پس پردهٔ قضا راه نشد
وز سر خدا هیچ کس آگاه نشد
هر کس ز سر قیاس چیزے گفتند
معلوم نگشت و قصّه کوتاه نشد
حکیم خیام

اسرارِ قضا سے کوئی واقف نہ ہوا
اللہ کا بھید تھا کسی پر نہ کھلا
جو آیا تھا اس نے یہ کہا کچھ کا کچھ
معلوم نہ کچھ ہوا نہ قصہ نمٹا
افسر الشعراء

یک نان بدو روز گر شود حاصل مرد
وز کوزهٔ بشکسته دمی آب سرد
مامور کسی دگر چرا باید بود
تا خدمت چون خودی چرا باید کرد
حکیم خیام

ترجمہ نمبر ۱۶۸

نمبر ۱۶۹
کس مشکل اسرار ازل را نگشاد
کس یک قدم از نهاد بیرون ننهاد
من می نگرم ز مبتدی تا استاد
عجز است بدست هر که ز مادر زاد
حکیم خیام

ص نمبر ۱۸۱
بدخواه کسی هیچ به مقصد نرسد
یک بد نکند تا به خودش صد نرسد
من نیک تو خواهم و تو خواهی بد من
تو نیک نه بینی و من بد نرسد
حکیم خیام

مثل نمبر ۱۸۴

قصر و ل سپہر کہ معروف نیست

ز جید و ز اعد و ز صوف نیست

ور بد و ز ی

سیغ صفت لب عوف نیست

ور سخن ضرابت جبان

خلیفہ حسام

اے کرگس یعنی گِدھ ۔

اصل نمبر ۱۸۳
افسوس کہ سرمایہ ز کف بیروں شد
وز دست اجل بسے جگرہا خوں شد
کس نامد ازاں جہاں کہ پرسم ازو
کاحوال مسافران عالم چوں شد
حکیم خیام

نمبر ۱۸۲
فردا کہ بہم قسمت نیکان بخشند
قسمی ز من از بد ایشان بخشند
گر نیک آیم مرا از ایشان شمرند
ور بد باشم مرا بدیشان بخشند
حکیم خیام

طبعم به نماز و روزه چون مایل شد
گفتم که مراد کلیم حاصل شد
افسوس که آن وضو به بادی بشکست
وان روزه به نیم جرعه می باطل شد

حکیم خیام

افسر الشعراء

چون از دل افگار برون می آید
وز دیده چو خوناب برون می آید
گر خون بچکد از مژه‌ام نیست عجب
زیرا که گل از خار برون می آید
حکیم خیام

نمبر ۱۸۶

کچھ خوں دل زخمی سے رِسا کرتا ہے
کچھ دیدۂ پرخوں سے بہا کرتا ہے
پیکاں کو پٹک دے تو ٹپکا کیا عجب
کانٹوں ہی میں پھول کھلا کرتا ہے

افسر الشعراء

اندر ره عشق جامه صافان دردانند
واندر طلبش جامه بزرگان خوردانند
امروز تو خوش باش که فردا این نیست
فردا طلبان در غم فردا مردند
حکیم خیام

۱۸۸۱
با مردم نیک بد نمی باید بود
در بادیه دیو و دد نمی باید بود
مضمون معاش خود نمی باید بود
معروف بفضل خود نمی باید بود
حکیم خیام

یاران موافق همه از دست شدند
در پای اجل یکان یکان پست شدند
بودند بیک شراب در مجلس عمر
دوری دو سه پیشتر ز ما مست شدند
حکیم خیام

ترجمہ نمبر ۹۰

وحشی کو ترا بہانہ ہی کافی ہے
مستغنی کو ترا ترانہ ہی کافی ہے
میرے لئے تیغ کی ضرورت کیا ہے
مجھ کو ترا تازیانہ ہی کافی ہے

افسر الشعراء

مثل نمبر ۱۹۱
یک جرعۂ مے ملک جہاں می ارزد
خشت سر خم ہزار جاں می ارزد
آں لتہ کہ لب ازو پاک کنند
حقا کہ ہزار طیلساں می ارزد
حکیم خیام

له ورلینی زیادہ ٢ه پرورد - پالنے والا ٣ه دیسی شراب پینے والے ہر گھونٹ پر ایک کپڑے سے ہونٹ پونچھتے ہیں

اصل نمبر ۱۹۲
خشتی سر خم ز ملکت جم بهتر
بوی قدح از غذای مریم بهتر
آه سحری ز سینهٔ خماری
از ناله بوسعید و ادهم بهتر
حکیم خیام

باہتمام کاسہ ناشر

افلاک کہ جز غم نفزایند دگر
ننهند بجا تا نربایند دگر
ناآمدگان اگر بدانند کہ ما
از دهر چہ میکشیم نایند دگر
حکیم خیام

حکیم خیام

حکیم خیام

روزیست خوش و هوا نه گرم است و نه سرد
ابر از رخ گلزار همی شوید گرد
بلبل بزبان حال خود با گل زرد
فریاد همی زند که می باید خورد
حکیم خیام

کیا خوب ہو دن دھوپ نہ زیادہ ہو نمی
افسر الشعراء

لہ بڑھا یعنی دور کر